نفاق کی اجمالی شناخت

<"xml encoding="UTF-8?>

1۔ نفاق شناسی کی ضرورت
2۔ نفاق کی لغوی و اصطلاحی معانی
3۔ اسلام میں نفاق کے وجود آنے کی تاریخ

نفاق شناسی کی ضرورت

دشمن شناسی کی اهمیت صاحبان ایمان کے وظائف میں سے ایک اهم وظیفه خصوصاً اسلامی نظام و قانون میں دشمن کی شناخت و معرفت هے۔
اس میں کوئی تردید نهیں که اسلامی نظام کو برقرار رکھنے اور اس کے استحکام، پائداری کے لئے اندرونی (داخلی) و بیرونی (خارجی) دشمنوں نیز، ان کے حمله ور وسائل کی شناخت لازم و ضروری هے، دشمن اور ان کے مکر و فریب کو پهچانے بغیر مبارزه کا کوئی فائده نهیں، بعض اوقات دشمن کے سلسله میں کافی بصیرت و هوشیاری نه هونے کے سبب، انسان دشمن سے رهائی حاصل کرنے کے بجائے دشمن هی کی آغوش میں پهنچ جاتا هے۔
امام جعفر صادق علیه السلام نے هر اقدام سے پهلے بصیرت و هوشیاری کو بنیادی شرط بتایا هے، آپ فرماتے هیں:
((العامل علی غیر بصیرة کالسائر علی غیر الطریق، لا یزیده سرعة السیر الا بعداً عن الطریق)) ١
بغیر بصیرت و آگاهی کے عمل کو انجام دینے ولا ایسا هی هے جیسے راسته کو بغیر پهچانے هوئے چلنے والا، که اس صورت میں اصل هدف و مقصد اور راه سے دور هوتا چلا جاتا هے۔
اسی ضرورت کی بنا پر قرآن میں پندره سو آیات سے زیاده دشمن کی شناخت کے سلسله میں نازل هوئی هیں، خدا وند عالم ان آیات میں، مومنین اور نظام اسلامی کے مختلف دشمنوں کی (جن و انس میں سے) نشاندهی کی هے نیز ان کی دشمنی کے انواع و اقسام حربے اور ان سے مقابله کرنے کے طور و طریقه کو بتایا هے، اور اس بات کی مزید تاکید کی هے که مسلمان ان سے دور رهیں اور برائت اختیار کریں:
(یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء)
اے٢ صاحبان ایمان اپنے اور میرے دشمنوں کو دوست نه بناؤ۔
آیات قرآن کی بنا پر مومنین کے دشمنوں کو بنیادی طور پر چار نوع و گروه میں تقسیم کیا جاسکتا هے

نوع اوّل:

شیطان اور اس کے اهل کار (انّ الشیطان لکم عدو فاتخذوه عدوا) ۳
یقیناً شیطان تم سب کا دشمن هے، تم بهی اسے دشمن بنائے رکهو۔
بعض قرآن کی آیات میں، خداوند عالم نے انسان خصوصاً مومنین کے سلسله میں شیطان کے آشکار کینے اور دشمنی کو عدو مبین (آشکار دشمن) سے تعبیر کیا هے، الله انسان کو منحرف کرنے والے شیطان کے مکر و فریب، حیلے کو شمار کرتے هوئے، مومنین سے چاهتا هے کے وه شیطان کے راستے پر نه چلیں۔
(یا ایها الذین آمنوا لا تتبعوا خطوات الشیطان)۴
اے صاحبان ایمان شیطان کے قدم به قدم نه چلو۔

نوع دوّم:

کفار قرآن کی نظر میں مومنین کے دشمنوں میں ایک دشمن کفار هیں۔
(انّ الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا)۵
کفار تمهارے آشکار و عیاں دشمن هیں۔

نوع سوم:

بعض اهل کتاب صاحبان ایمان و اسلام کے دشمنوں میں بعض اهل کتاب خصوصاً یهودی دشمن هیں، شهادت قرآن کے مطابق، صدر اسلام سے اب تک اسلام و مسلمان کے کینه توز، عناد پسند دشمن یهودی رهے هیں، قرآن ان سے دوستانه روابط برقرار کرنے کو منع کرتا هے۔
(لتجدنّ اشدّ الناس عداوة للذین آمنوا الیهود)٦
یقیناً آپ مومنین کے سلسله میں شدید ترین دشمن یهود کو پائیں گے۔

نوع چهارم:

منافقین قرآن مجید نے منافقین کے اصلی خدو خال اور خصوصیت نیز ان کی خطرناک حرکتوں کو اجاگر کرنے کے سلسله میں بهت زیاده اهتمام اور بندوبست کیا هے، تین سو سے زیاده آیات میں ان کے طرز عمل کو افشا کرتے هوئے مقابله کرنے کی راه اور طریقه کو پیش کیا گیا هے۔
یه قرآنی آیتیں جو تیره سوروں کے ذیل میں بیان کی گئی هیں بحث حاضر، قرآن میں چهرۂ نفاق کا اصلی محور و موضوع هیں۔

گرچہ اهل بیت اطهار علیہم السلام ارواحنا لهم الفداء کے زرین اقوال بهی روایات و احادیث کی شکل میں تناسب مباحث کے اعتبار سے پیش کئے جائیں گے۔

قرآن میں نفاق و منافقین

منافقین کی خصوصیت و صفات کی شناخت کے سلسلہ میں، قرآن اکثر مقام پر جو تاکید کر رها هے وہ تاکید کفار کے سلسلہ میں نظر نهیں آتی، اس کی وجہ یہ هے کہ کفار علی الاعلان، مومنین کے مد مقابل هیں، اور اپنی عداوت خصوصیت کا اعلانیہ اظهار بهی کرتے هیں، لیکن منافقین وہ دشمن هیں جو دوستی کا لباس پهن کر اپنی هی صف میں مستقر هوتے هیں، اور اس طریقہ سے وہ شدید ترین نقصان اسلام اور مسلمین پر وارد کرتے هیں، منافقین کا مخفیانہ و شاطرانہ طرز عمل ایک طرف، ظواهر کی آراستگی دوسری طرف، اس بات کا موجب بنتی هے کہ سب سے پهلے ان کی شناخت کے لئے خاص بینایی و بصیرت چاهئے، دوسرے ان کا خطرہ و خوف آشکار دشمن سے کهیں زیادہ هوتا هے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے هیں:

"کن للعدو المکاتم اشدّ حذر منک للعدو المبارز" ۷

آشکار و ظاهر دشمن کی بہ نسبت باطن و مخفی دشمن سے بهت زیادہ ڈرو۔

آیت اللہ شهید مطهری، معاشرہ میں نفاق کے شدید خطرے نیز نفاق شناسی کی اهمیت کے سلسلہ میں لکهتے هیں۔

میں نهیں سمجهتا کہ کوئی نفاق کے خطرے اور نقصان جو کفر کے خطرے اور ضرر سے کهیں زیادہ شدید تر هے، تردید کا شکار هو، اس لئے کہ نفاق ایک قسم کا کفر هی هے، جو حجاب کے اندر هے جب تک حجاب کی چلمن اٹهے اور اس کا مکروہ و زشت چهرہ عیاں هو، تب تک نہ جانے کتنے لوگ دهوکے و فریب کے شکار اور گمراہ هوچکے هوں گے، کیوں مولائے کائنات امیر المومنین علی علیہ السلام کی پیش قدمی کی حالت، رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرق رکهتی هے، هم شیعوں کے عقیدہ کے مطابق امیر المومنین علی علیہ السلام کا طریقۂ کار، رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نهیں هے، کیوں پیامبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش قدمی اتنی سریع هے کہ ایک کے بعد ایک دشمن شکست سے دوچار هوتے جارهے هیں، لیکن جب مولائے کائنات امیر المومنین علی علیہ السلام دشمنوں کے مد مقابل آتے هیں، تو بهت هی فشار و مشکلات میں گرفتار هوجاتے هیں، ان کو رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی پیش رفت حاصل نهیں هوتی، صرف یهی نهیں بلکہ بعض مواقع پر آپ کو دشمنوں سے شکست کا بهی سامنا کرنا پڑتا هے، ایسا کیوں هے؟!

صرف اس لئے کہ پیامبر عظیم الشان کا مقابلہ کافروں سے تها اور امیر المومنین علیہ السلام کا مقابلہ منافقین گروہ سے تها۸

سورۂ توبہ کی آیت نمبر 101 سے استفادہ هوتا هے کہ کبهی چهرۂ نفاق اس قدر غازۂ ایمان سے آراستہ هوتا هے کہ پیامبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بهی عادی علم کے ذریعہ اس کی شناخت مشکل هوجاتی هے، اللہ هے جو وحی کے وسلیہ سے اس جماعت کا تعارف کراتا هے۔

(وممّن حولکم من الاعراب منافقون و من اھل المدینة مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذّبھم مرّتین یردّون الی عذاب عظیم) ۹

اور تمھارے گرد دیھاتیوں میں بھی منافقین ھیں اور اھل مدینہ میں تو وہ بھی ھیں جو نفاق میں ماھر اور سرکش ھیں تم ان کو نھیں جانتے ھو لیکن ھم خوب جانتے ھیں ھم عنقریب ان پر دھرا عذاب کریں گے اس کے بعد وہ عذاب عظیم کی طرف پلٹادئے جائیں گے۔

مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام، اسلامی معاشرہ میں نفاق کے آفات و خطرات کا اظھار کرتے ھوئے نھج البلاغہ میں فرماتے ھیں:

((ولقد قال لی رسول اللّٰہ: انی لا اخاف علی امتی مومنا ولا مشرکا امّا المؤمن فیمنعہ اللّٰہ بایمانہ و امّا المشرک فیقمعہ اللّٰہ بشرکہ ولکنی اخاف علیکم کل منافق الجنان، عالم اللسان یقول ما تعرفون و یفعل ما تنکرون)) ۱۰

رسول اکرم حضرت محمد مصطفيٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ھے: میں اپنی امت کے سلسلہ میں نہ کسی مومن سے خوف زدہ ھوں اور نہ مشرک سے، مومن کو اللہ اس کے ایمان کی بنا پر برائی سے روک دے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی بنا پر مغلوب کر دے گا، سارا خطرہ ان لوگوں سے ھے جو زبان کے عالم اور دل کے منافق ھیں کھتے وھی ھیں، جو تم سب پھچانتے ھو اور کرتے وہ ھیں جسے تم برا سمجھتے ھو۔

اسی نفاق کے خدو خال کی پیچیدگی کی بنا پر حضرت علی علیہ السلام کی زمام داری کی پانچ سال کی مدت میں دشمنوں سے جنگ کی مشکلات کھیں زیادہ پیامبر اسلام صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی مشکلات و زحمات سے تھیں۔

پیامبر عظیم الشان ان افراد سے بر سر پیکار تھے جن کا نعرہ تھا بت زندہ باد لیکن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ان افراد سے مشغول مبارزہ و جنگ تھے جن کی پیشانیوں پر کثرت سجدہ کی بنا پر نشان پڑے ھوئے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام ان افراد سے جنگ و جدال کر رھے تھے جن کی رات گئے تلاوت قرآن کی صداء دلسوز حضرت کمیل جیسی فرد پر بھی اثر انداز ھوگئی تھی۱۱

آپ کا مقابلہ ایسے صاحبان اجتھاد سے تھا جو قرآن سے استنباط کرتے ھوئے آپ سے لڑ رھے تھے۱۲

وہ افراد جو راہ خدا میں معرکہ و جھاد کے اعتبار سے درخشاں ماضی رکھتے تھے یھاں تک کہ بعض کو تمغہ جانبازی و فدا کاری بھی حاصل تھا، لیکن دنیا پرستی نے ان صاحبان صفات و کردار کو حق کے مقابل لاکھڑا کیا۔

پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر کو (سابقہ، فداکاری و معرکہ آرائی دیکھتے ھوئے) سیف الاسلام کے لقب سے نوازا تھا اور طلحہ جنگ احد کے جانباز و دلیر تھے، ایسے رونما ھونے والے حالات و حادثات کا مقابلہ کرنا علوی بصیرت ھی کا کام ھے۔

قابل توجہ یہ ھے کہ مولائے کائنات نے نھج البلاغہ میں ایسے افراد سے جنگ کرنے کی بصیرت و بینائی پر افتخار کرتے ھوئے فرماتے ھیں میرے علاوہ کسی بھی فرد کے اندر یہ صلاحیت نہ تھی جو ان سے مقابلہ و مبارزہ کرتا۔

((ایھا الناس انی فقات عین الفتنة ولم یکن لیجتری علیھا احد غیری)) ۱۳

لوگو! یاد رکھو میں نے فتنہ کی آنکھ کو پھوڑ دیا ھے اور یہ کام میرے علاوہ کوئی دوسرا انجام نھیں دے سکتا ھے۔

قرآن مجید حکم دے رھا ھے کے اپنے آشکار و مخفی دشمنوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے پوری طاقت سے مستعدر ھو اور طاقت حاصل کرو تاکہ تمھاری قدرت و اقتداران کی خلاف ورزی روکنے کا ذریعہ ھوجائے۔

(واعدّوا لهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخیل ترهبون به عدّو الله و عدوکم آخرین من دونهم لا تعلمونهم الله یعلمهم) ۱۴

اور تم سب ان کے مقابلہ کے لئے امکانی قوت اور گھوڑوں کی صف بندی کا انتظام کرو جس سے اللہ کے دشمن اپنے دشمن اور ان کے علاوہ جن کو تم نھیں جانتے ھو اور اللہ جانتا ھے (منافقین) سب کو خوفزدہ کردو۔

اس آیت سے استفادہ ھوتا ھے کہ اسلامی نظام میں طاقت و قدرت کا حصول تجاوز و قانون کی خلاف ورزی روکنے کا وسیلہ ھے نہ تجاوز گری کا ذریعہ۔

منافقین ان افراد میں سے ھیں جو ھمیشہ اسلامی نظام و سر زمین پر تعرض و تجاوز کا خیال رکھتے ھیں لھذا نظامی و انتظامی اعتبار سے آمادگی اور معاشرہ کا صاحب بصارت و دانائی ھونا سبب ھوگا کہ وہ اپنے خیال خام سے باز رھیں، اس نکتہ کا بیان بھی ضروری ھے کہ قوت و قدرت کا حصول (آمادگی) صرف جنگ و معرکہ آرائی پر منحصر نہ ھو اگر چہ جنگ ورزم میں مستعد ھونا، اس کے ایک روشن و واضح مصادیق میں سے ھے، لیکن دشمن کی خصوصیت، اس کے حملہ آور وسائل کی شناخت و پھچان کے لئے بصیرت کا وجود، حصول قدرت و اقتدار کے ارکان میں سے ھے۔

جب کہ منافقین کا شمار خطرناک ترین دشمنوں من ھوتا ھے لھذا، نفاق اور اس کی خصوصیت و صفات کی شناخت ان چند ضرورتوں میں سے ایک ھے جسے عالم اسلام ھمیشہ قابل توجہ قرار دے۔

اس لئے کہ ممکن ھے ھزار چھرے والے دشمن (منافق) سے غفلت ورزی، شاید اسلامی نظام و مسلمانوں کے لئے ایسی کاری ضرب ثابت ھو جو التیام و بھبود کے قابل ھی نہ ھو۔

نفاق کے لغوی و اصطلاحی معانی

لفظ نفاق کا ریشہ اور اس کے اصل لفظ نفاق کے معنی، کفر کو پوشیدہ، اور ایمان کا ظاھر کرنا ھے، نفاق کا استعمال اس معنی میں پھلی مرتبہ قرآن میں ھوا ھے، عرب میں اسلام سے قبل اس معنی کا استعمال نھیں تھا، ابن اثیر تحریر کرتے ھیں:

((وھو اسم لم یعرفه العرب بالمعنی المخصوص وھو الذی یستر کفره و یظھره ایمانه)) ۱۵

لفظ نفاق کا اس خاص معنی میں استعمال لغت کے اعتبار سے چار احتمال ھوسکتا ھے:

پھلا احتمال:

یہ ھے کہ نفاق بمعنی اذھاب و اھلاک کے ھیں، جیسے (نفقت الدّابۃ) کہ حیوان کے برباد و ھلاک ھوجانے کے معنی میں ھے۔

نفاق کا اس معنی سے تناسب یہ ھے کہ منافق اپنے نفاق کی بنا پر اس میت کے مثل ھے جو برباد و تباہ ھوجاتی ھے۔

دوسرا احتمال:

نفاق ذیل عبارت سے اخذ کیا گیا ھے:
((نفقت لسلعة اذا راجت و کثرت طلابها))
وہ سامان جو بہت زیادہ رائج ھو اور اس کے طلب گار بھی زیادہ ھوں تو یہاں پر لفظ "نفق" کا استعمال ھوتا ھے، اس بنا پر اھل لغت کا اصطلاحی مفھوم سے مرتبط ھوتے ھوئے، نفاق یہ ھے کہ منافق ظاھر میں اسلام کو رواج دیتا ھے، کیوں کہ اسلام کے طلب گار زیادہ ھوتے ھیں۔

تیسرا احتمال:

نفاق، زمین دوز راستہ کے معنی میں استعمال ھوا ھے۔
((النفق سرب فی الارض له مخلص الی المکان))
اس اصل کے مطابق منافق ان افراد کے مثل ھے جو خطرات کی بنا پر زمین دوز راستہ (سرنگ) میں مخفی ھوجائے، یعنی منافق بھی اسلام کے لباس کو زیب تن کرکے خود کو محفوظ کرلیتا ھے اگر چہ مسلمان نہیں ھوتا ھے۔

چوتھا احتمال:

نفاق کا ریشہ "نافقاء" ھے، صحرائی چوھے اپنے گھر کے لئے دو راستہ بناتے ھیں ایک ظاھر و آشکار راستہ، اس کا نام "قاصعاء" ھے، دوسرا مخفی و پوشیدہ راستہ، اس کا نام "نافقاء" ھے، جب صحرائی چوھا خطرہ کا احساس کرتا ھے تو، قاصعاء سے داخل ھوکر نافقاء سے فرار کرتا ھے۔
اس احتمال کی بنا پر، منافق ھمیشہ خروج کے لئے دو راستہ اپناتا ھے، ایمان پر کبھی بھی ثابت قدم نہیں رھتا اگر چہ اس کا حقیقی راستہ کفر ھے لیکن اسلام کا ظاھر کر کے اپنے کو خطرے سے بچا لیتا ھے۔
ابتدا میں دو احتمال یعنی، نفاق بمعنی ھلاک ھونے اور ترویج پانے کے سلسلے میں علماء لغت کی طرف سے کوئی تائید نہیں ملتی ھے، لھذا ان معانی سے اعراض کرنا چاھئے، لیکن تیسرے اور چوتھے احتمال میں سے کون سا احتمال اساسی و بنیادی ھے اس کے لئے مزید بحث و مباحثہ کی ضرورت ھے۔
تمام مجموعی احتمالات سے ایک نکتہ ضرور سامنے آتا ھے، وہ یہ کہ نفاق کے معانی میں دو عنصر قطعاً موجود ھے، 1: عنصر دورخی، 2:عنصر پوشیدہ کاری
اس بنا پر نفاق کے معانی میں دو رخی و پوشیدہ کاری کا بھی اضافہ کردینا چاھئے، منافق وہ ھے جو دو روئی کا حامل ھوتا ھے، اور اپنی صفت کو پوشیدہ بھی رکھتا ھے۔

قرآن و احادیث میں نفاق کے معانی روایات و قرآن میں نفاق دو معانی اور دو عنوان سے استعمال ھوا ھے:

1۔ اعتقادی نفاق

قرآن و حدیث میں نفاق کا پہلا عنوان اسلام کا ظاهر کرنا، اور باطن میں کافر هونا، اس نفاق کو اعتقادی نفاق سے تعبیر کیا جاتا هے۔
قرآن میں جس مقام پر بهی نفاق کا لفظ استعمال هوا هے یہی معنی منظور نظر هے، یعنی کسی فرد کا ظاهر میں اسلام کا دم بهرنا، لیکن باطن میں کفر کا شیدائی هونا۔
سوره منافق کی پہلی آیت اسی معنی کو بیان کر رهی هے۔
(اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول اللّٰه واللّٰه یعلم انک لرسوله واللّٰه یشهد ان المنافقون لکاذبون)
پیغمبرا! یہ منافقین آپ کے پاس آتے هیں، تو کهتے هیں کہ هم گواهی دیتے هیں کہ آپ اللہ کے رسول هیں، اور اللہ بهی جانتا هے کہ آپ اس کے رسول هیں لیکن اللہ گواهی دیتا هے کے یہ منافقین اپنے قول میں جهوٹے هیں۔
سوره نساء میں منافقین کی باطنی وضعیت اس طریقه سے بیان کی گئی هے۔
(و دّو لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء) ١۶
یہ منافقین چاهتے هیں کہ تم بهی ان کی طرح کافر هوجاؤ اور سب برابر هوجائیں۔
اس بنیاد پر امکان هے کہ مسلمانوں میں بعض افراد ایسے هوں جو اسلام کا اظهار کرتے هوں اور باطن میں دین اور اس کی حقانیت پر اعتقاد نہ رکهتے هوں۔
لیکن ان کے اس فعل کا محرک کیا هے؟ اس کا ذکر تاریخ نفاق کی فصل میں بیان هوگا، اس نوعیت کے افراد کا فعل نفاق هے اور ان کو منافق کها جاتا هے۔
یقیناً بعض افراد کا اسلام، جو فتح مکہ کے وقت مسلمان هوئے تهے اسی زمره میں آتا هے، مثال کے طور پر ابوسفیان کا اسلام، پیامبر عظیم الشان کے بعد کے واقعات، خصوصاً عثمان کے دوره خلافت میں ظاهر هوجاتا هے کہ، ان کا اسلام چال بازی اور مکاری سے لبریز تها، آهستہ آهستہ خلافتی ڈهانچے میں اثر و رسوخ بڑهاتے هوئے اسلام کے پردے میں کفر هی کی پیروی کرتے تهے، یهاں تک کہ عثمان کے عصر خلافت میں ابوسفیان، سید الشهدا حضرت حمزه کی قبر کے پاس آکر کهتا هے، اے حمزه! کل جس اسلام کے لئے تم جنگ کر رهے تهے، آج وه اسلام گیند کے مثل میری اولاد میں دست بدست هو رها هے١٧
ابوسفیان، خلافت عثمان کے ابتدائی ایام میں خاندان بنی امیہ کے اجتماع میں اپنے نفاق کا اظهار یوں کرتا هے، خاندان تمیم وعدی (ابوبکر و عمر کے بعد) خلافت تم کو نصیب هوئی اس سے گیند کی طرح کهیلتے رهو اور اس گیند (خلافت) کے لئے قدم، بنی امیہ سے انتخاب کرو، یہ خلافت صرف سلطنت و بشر کی سرداری هے اور جان لو کہ میں هر گز جنت و جهنم پر ایمان نهیں رکهتا هوں ١٨
جس وقت ابوبکر نے امور خلافت کو اپنے هاتھ میں لیا ابوسفیان چاهتا تها کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف و تفرقہ پیدا هوجائے اور اسی غرض کے تحت مولائے کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے حمایت و مساعدت کی پیشکش کرتا هے لیکن حضرت علی علیہ السلام اس کو اچهے طریقه سے پهچانتے تهے، پیشکش کو ٹهکراتے هوئے فرمایا: تم اور حق کے طرفدار؟! تم تو روز اوّل هی سے اسلام و مسلمان کے دشمن تهے آپ نے اس کی منافقانہ بیعت کے دراز شده دست کو رد کرتے هوئے چهره کو موڑ لیا١٩

بھر حال اس میں کوئی شک نھیں کہ ابوسفیان ان افراد میں سے تھا جن کے جسم و روح، اسلام سے بیگانے تھے اور صرف اسلام کا اظھار کرتا تھا۔

2۔ اخلاقی نفاق

نفاق کا دوسرا عنوان اور معنی جو بعض روایات میں استعمال ھوا ھے اخلاقی نفاق ھے، یعنی دینداری کا نعرہ بلند کرنا، لیکن دین کے قانون پر عمل نہ کرنا، اس کو اخلاقی نفاق سے تعبیر کیا گیا ھے۲۰

البتہ اخلاقی نفاق کبھی فردی اور کبھی اجتماعی پھلوؤں میں رونما ھوتا ھے، وہ فرد جو اسلام کے فردی احکام و قوانین اور اس کی حیثیت کو پامال کر رھا ھو وہ فردی اخلاقی نفاق میں مبتلا ھے اور وہ شخص جو معاشرے کے حقوق و اجتماعی احکام کو جیسا کہ اسلام نے حکم دیا ھے نہ بجالاتا ھو تو، وہ نفاق اخلاق اجتماعی سے دوچار ھے۔

فردی، نفاق اخلاق کی چند قسمیں، ائمہ حضرات کی احادیث کے ذریعہ پیش کی جارھی ھیں، حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:

((اظھر الناس نفاقاً من امر با لطاعة ولم یعمل بھا ونھی عن المعصیة ولم ینته عنھا))۲۱

کسی فرد کا سب سے واضح و نمایاں نفاق یہ ھے کہ اطاعت (خداوند متعال) کا حکم دے لیکن خود مطیع و فرمان بردار نہ ھو، گناہ و عصیان کو منع کرتا ھے لیکن خود کو اس سے باز نھیں رکھتا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام مرسل اعظم سے نقل کرتے ھوئے فرماتے ھیں:

((ما زاد خشوع الجسد علی ما فی القلب فھو عندنا نفاق)) ۲۲

جب کبھی جسم (ظاھر) کا خشوع، خشوع قلب (باطن) سے زیادہ ھو تو ایسی حالت ھمارے نزدیک نفاق ھے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اخلاقی نفاق کے سلسلہ میں فرماتے ھیں:

((ان المنافق ینھی ولا ینتھی و یامر بما لا یاتی ...... یمسی وھمه العشا وھو مفطر و یصبح وھمه النوم ولم یسھر)) ۲۳

یقیناً منافق وہ شخص ھے جو لوگوں کو منع کرتا ھے لیکن خود اس کام سے پرھیز نھیں کرتا ھے، اور ایسے کام کا حکم دیتا ھے جس کو خود انجام نھیں دیتا، اور جب شب ھوتی ھے تو سواء شام کے کھانے کے اسے کسی چیز کی فکر نھیں ھوتی حالانکہ وہ روزہ سے بھی نھیں ھوتا، اور جب صبح کو بیدار ھوتا ھے تو سونے کی فکر میں رھتا ھے، حالانکہ شب بیداری بھی نھیں کرتا (یعنی ھدف و مقصد صرف خواب و خوراک ھے)۔

ذکر شدہ روایات اور اس کے علاوہ دیگر احادیث جو ان مضامین پر دلالت کرتی ھیں ان کی روشنی میں بے عمل عالم اور ریا کار شخص کا شمار انھیں لوگوں میں سے ھے جو فردی اخلاقی نفاق سے دوچار ھوتے ھیں۔

نفاق اخلاقی اجتماعی کے سلسلہ میں معصومین علیہ السلام سے بھت سی احادیث صادر ھوئی ھیں، چند عدد پیش کی جارھی ھیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ھیں:

((ان المنافق...... ان حدثک کذبک و ان ائتمنه خانک وان غبت اغتابک وان وعدک اخلفک)) ۲۴

منافق جب تم سے گفتگو کرے تو جھوٹ بولتا ھے، اگر اس کے پاس امانت رکھو تو خیانت کرتا ھے، اگر اس کی

نظروں سے اوجھل رھو تو غیبت کرتا ھے، اگر تم سے وعدہ کرے تو وفا نھیں کرتا ھے۔
پیامبر عظیم الشان (ص) نفاق اخلاقی کے صفات کو بیان کرتے ھوئے فرماتے ھیں:
((اربع من کن فیه فهو منافق وان کانت فیه واحدة منهن کانت فیه خصله من النفاق من اذا حدّث کذب واذا وعد اخلف واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر)) ۲۵
چار چیزیں ایسی ھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی میں پائی جائیں تو وہ منافق ھے، جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، اگر عھد و پیمان کرے تو اس پر عمل نہ کرے، جب پیروز و کامیاب ھوجائے تو برے اعمال کے ارتکاب سے پرھیز نہ کرے۔
امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ھیں:
((کثرة الوفاق نفاق)) ۲۶
کسی شخصی کا زیادہ ھی وفاقی اور سازگاری مزاج و طبیعت کا ھونا یہ اس کے نفاق کی علامت ھے۔
ظاھر سی بات ھے کہ صاحب ایمان ھمیشہ حق کا طرف دار ھوتا ھے اور حق کا مزاج رکھنے والا کبھی بھی سب سے خاص کر ان لوگوں سے جو باطل پرست ھیں سازگار و ھمراہ نھیں ھوتا، دوسرے الفاظ میں یوں کھا جائے، صاحب ایمان ابن الوقت نھیں ھوتا۔
نفاق اجتماعی کا آشکار ترین نمونہ اجتماعی زندگی و معاشرے میں دور روئی اور دو زبان کا ھونا ھے، یعنی انسان کا کسی کے حضور میں تعریف و تمجید کرنا لیکن پس پشت مذمت و برائی کرنا۔
صاف و شفاف گفتگو، حق و صداقت کی پرستاری، صاحب ایمان کے صفات میں سے ھیں، صرف چند ایسے خاص مواقع میں جھاں اھم حکمت اس بات کا اقتضا کرتی ھے جیسے جنگ اور اس کے اسرار کی حفاظت، افراد اور جماعت میں صلح و مصالحت کی خاطر صدق گوئی سے اعراض کیا جاسکتا ھے۲۷
پیامبر اکرم حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نوعیت کے نفاق کے انجام و نتیجہ کے سلسلہ میں فرماتے ھیں:
((من کان له وجهان فی الدنیا کان له لسانان من نار یوم القیامة)) ۲۸
جو شخص بھی دنیا میں دو چھرے والا ھوگا، آخرت میں اسے دو آتشی زبان دی جائے گی۔
امام حضرت محمد باقر علیہ السلام بھی اخلاقی نفاق کے خدو خال کی مذمت کرتے ھوئے فرماتے ھیں:
((بئس العبد یکون ذاوجهین و ذالسانین یطری اخاه شاهداً و یأکله غائباً ان اعطی حسده وان ابتلی خذله)) ۲۹
بھت بدبخت و بد سرشت ھے، وہ بندہ جو دو چھرے اور دو زبان والا ھے، اپنے دینی بھائی کے سامنے توتعریف و تمجید کرتا ھے اور اس کی غیبت میں اس کو ناسزا کھتا ھے، اگر اللہ اس کے دینی بھائی کو کچھ عطا کرتا ھے تو حسدکرتا ھے، اگر کسی مشکل میگرفتار ھوتا ھے تو اس کی اھانت کرتا ھے۔

اسلام میں وجود نفاق کی تاریخ مشھورنظریہ

مشھورو معروف نظریہ، نفاق کے وجود و آغاز کے سلسلہ میں یہ ھے کہ نفاق کی بنیاد مدینہ میں پڑی، اسفکر و نظر کی دلیل یہ ھے کہ مکہ میں مسلمین بھت کم تعداد اور فشار میں تھے، لھذا کم تعداد افراد سے مقابلے کےلئے، کفار کی طرف سے منافقانھو مخفیانہ حرکت کی کوئی ضرورت نھیں تھی، مکہ کے کفار ومشرکین علی

الاعلان آزار و اذیت، شکنجہ دیاکرتے تھے۔
عظیم الشان پیامبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ ھجرت کرنے کی بنا پراسلام نے ایک نئی کروٹ لی، روز بروز اسلام کے اقتدار و طاقت، شان و شوکت میں اضافہ ھونے لگا، لھذا اس موقع پر بعضاسلام کے دشمنوں نے اسلامکی نقاب اوڑھ کر دینداری کا اظھار کرتے ھوئے اسلام کو تباہ و نابود کرنے کی کوشش شروع کردی، اسلام کااظھار اس لئے کرتے تھے تاکہ اسلام کی حکومت و طاقت سے محفوظ رہ سکیں، لیکن باطن میں اسلام کے جگر خوار و جانیدشمن تھے، یہ نفاق کا نقطہ آغازتھا، خاص کر ان افراد کے لئے جن کی علمداری اور سرداری کو شدید جھٹکا لگا تھا، وہ کچھ زیادہ ھی پیامبراکرم اور ان کے مشن سے عناد و کینہ رکھنے لگے تھے۔
عبداللہ ابن ابی انھی منافقین میں سے تھا، رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ ھجرتکرنے سے قبل اوس و خزرج مدینہ کے دو طاقتور قبیلہ کی سرداری اسے نصیب ھونی تھی، لیکن بد نصیبی سے واقعۂھجرت پیش آنے کی بنا بر سرداری کےیہ تمام پروگرام خاکستر ھوکر رہ گئے، بعد میں گر چہ اس نے ظاھراً اسلام قبول کرلیا، لیکن رفتار و گفتارکے ذریعہ، اپنے بغض و کینہ، عناد و عداوت کا ھمیشہ اظھار کرتا رھا، یہ مدینہ میں جماعت نفاق کا رئیس و افسر تھا،قرآن مجید کی بعض آیات میں اسکی منافقانہ اعمال و حرکات کی نشاندھی کی گئی ھے۔
جب پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں وارد ھوئے۔ اس نے پیامبر عظیم الشان (ص) سےکھا: ھم فریب میں پڑنے والے نھیں، ان کے پاس جاؤ جو تم کو یھاں لائے ھیں اور تم کو فریب دیا ھے، عبد اللہ ابن ابی کیاس ناسزا گفتگو کے فوراً بعدھی سعد بن عبادہ رسول اسلام کی خدمت میں حاضر ھوئے عرض کی آپ غمگین و رنجیدہ خاطر نہ ھوں، اوس و خزرج کاارادہ تھا کہ اس کو اپنے اپنے قبیلہ کا سردار بنائیں گے، لیکن آپ کے آنے سے حالات یکسر تبدیل ھوچکے ھیں، اس کیفرمان روائی سلب ھوچکی ھے،آپ ھمارے قبیلے خزرج میں تشریف لائیں، ھم صاحب قدرت اور باوقار افراد ھیں۳۰
اسمیں کوئی شک نھیں کہ نفاق کا مبدا ایک اجتماعی و معاشرتی پروگرام کے تحت مدینہ ھے، نفاقِاجتماعی کے پروگرام کی شکل گیری کا اصل عامل حق کی حاکمیت و حکومت ھے، جو پھلی مرتبہ مدینہ میں تشکیل ھوئی، پیامبرعظیم الشان کا مدینہ میں واردھونا و اسلام کا روز بروز قوی و مستحکم ھونا باعث ھوا کہ منافقین کی مرموز حرکات وجود میں آئیں، البتہمنافقین کی یہ خیانت کارانہ حرکتیں پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگوں میں زیادہ قابل لمس ھیں۔
قرآنمجید میں بطور صریح جنگ بدر، احد، بنی نظیر، خندق و تبوک نیز مسجد ضرار کے سلسلہ میں منافقینکی سازشیں بیان کی گئی ھیں۔
مدینہ میں جماعت نفاق کے منظّم و مرتب پروگرام کے نمونے، غزوہ تبوک کے سلسلہ میں پیامبر اکرم صلیاللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مشکلات کھڑی کرنا، مسجد ضرار کی تعمیر کے لئے، چال بازی و شعبدہ بازی کا استعمال کرنا۔
پیامبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غزوۂ تبوک کے لئے اعلان کرنا تھا کہ منافقین کی حرکاتمیں شدت آگئی، غزوہ تبوک کے سلسلہ میں منافقانہ حرکتیں اپنے عروج پر پھنچ چکی تھیں، مدینہ سے تبوک کا فاصلہ تقریباً ایک ھزار کیلو میٹر تھا،موسم بھی گرم تھا، محصول زراعت و باغات کے ایام تھے، اس جنگ میں مسلمانوں کی مدّ مقابل روم کی سوپر پاورحکومت تھی، یہ تمام حالات منافقین کے فیور (موافق) میں تھے، تاکہ زیادہ سے

زیادہ افراد کو جنگ پر جانے سے روکسکیں، اور انھوں نے ایسا ھی کیا۔
منافقین کے ایک اجتماع میں جو سویلم یھودی کے یھاں برپا ھوا تھا، جس میں منافق جماعت کے بلند پایھارکان موجود تھے، طے یہ ھوا کہ مسلمانوں کو روم کی طاقت و قوت کا خوف دلایا جائے، ان کے دلوں میں روم کی ناقابلتسخیر فوجی طاقت کا رعب بٹھایاجائے۔
اس جلسہ اور اھداف کی خبر پیامبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھنچی، آپ نے اسلام کے خلافاس سازشی مرکز کو ختم نیز دوسروں کی عبرت کے لئے حکم دیا، سویلم کے گھر کو جلادیا جائے آپ نے اس طریقہ سے ایکسازشی جلسہ نیز ان کے ارکانکو متفرق کر کے رکھ دیا ۳۱
مسجدضرار کی تعمیر کے سلسلہ میں نقل کیا جاتا ھے کہ منافقین میں سے کچھ افراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ھوئے، ایک مسجد قبیلۂ بنی سالم کے درمیان مسجدقبا کے نزدیک بنانے کی اجازت چاھی، تاکہ بوڑھے، بیمار اور وہ جو مسجد قبا جانے سے معذور ھیں خصوصاً بارانی راتوں میں،وہ اس مسجد میں اسلامی فریضہاور عبادت الھی کو انجام دے سکیں، ان لوگوں نے تعمیر مسجد کی اجازت حاصل کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہعلیہ وآلہ وسلم سے افتتاح مسجد کی درخواست بھی کی، آپ نے فرمایا: میں ابھی عازم تبوک ھوں واپسی پر انشاء اللہ اسکام کو انجام دوں گا، تبوک سےواپسی پر ابھی آپ مدینہ میں داخل بھی نہ ھوئے تھے کہ منافقین آپ کی خدمت میں حاضر ھوئے اور مسجد میںنماز پڑھنے کی خواھش ظاھر کی، اس موقع پر وحی کا نزول ھوا۳۲ جس نے ان کے افعال و اسرار کی پول کھول کر رکھدی، پیامبر اکرمصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میںنماز پڑھنے کے بجائے تخریب کا حکم دیا تخریب شدہ مکان کو شھر کے کوڑے اور گندگی ڈالنے کی جگہ قراردیا۔
اگراس جماعت کے فعل کی ظاھری صورت کا مشاھدہ کریں تو پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے حکمسے حیرت ھوتی ھے لیکن جب اس قضیہ کے باطنی مسئلہ کی تحقیق و جستجو کریں تو حقیقت سامنے آتی ھے، یہ مسجد جوخراب ھونے کے بعد مسجد ضرار کےنام سے مشھور ھوئی، ابو عامر کے حکم سے بنائی گئی تھی، یہ مسجد نھیں بلکہ جاسوسی اور سازشی مرکز تھا، اسلامکے خلاف جاسوسی و تبلیغ اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ایجاد کرنا اس کے اھداف و مقاصد تھے۔
ابوعامر مسیحی عالم تھا زمانۂ جاھلیت میں عبّاد و زھّاد میں شمار ھوتا تھا اور قبیلۂ خزرجمیں وسیع عمل و دخل رکھتا تھا، جب مرسل اعظم نے مدینہ ھجرت فرمائی مسلمان آپ کے گرد جمع ھوگئے خصوصاً جنگ بدر میںمسلمانوں کی مشرکوں پر کامیابیکے بعد اسلام ترقی کرتا چلا گیا، ابو عامر جو پھلے ظھور پیامبر (ص) کا مژدہ سناتا تھا جب اس نے اپنےاطراف و جوانب کو خالی ھوتے دیکھا تو اسلام کے خلاف اقدام کرنا شروع کردیا، مدینہ سے بھاگ کر کفار مکہ اور دیگرقبائل عرب سے، پیامبر اسلام صلیاللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف مدد حاصل کرنی چاھی، جنگ احد میں مسلمانوں کے خلاف پروگرام مرتب کرنے میں اسکا بڑا ھاتھ تھا، دونوں لشکر کی صفوں کے درمیان میں خندق کے بنائے جانے کا حکم اسی کی طرف سے تھا، جس میں پیامبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمگر پڑے آپ کی پیشانی مجروح ھوگئی دندان مبارک ٹوٹ گئے، جنگ احد کے تمام ھونے کے بعد، باوجود اس کے کہ مسلمان اس جنگ میں کافی مشکلات و زحمات سے دوچار تھے، اسلام مزید ارتقاء کی منزلیں طے کرنے لگا صدائے اسلام پھلےسے کھیں زیادہ بلند ھونے لگیابو عامر، یہ کامیابی و کامرانی دیکھ کر مدینہ سے بادشاہ روم ھرقل کے پاس گیا تاکہ اس کی مدد سے اسلام کیپیش رفت کو روک سکے، لیکن موت نے فرصت نہ دی کہ اپنی آرزو و خواھش کو عملی جامہ پھنا سکے، لیکن بعض کتب کےحوالہ سے کھا جاتا ھے، کہ وہ

بادشاہروم سے ملا اور اس نے حوصلہ افزا وعدے بھی کئے۔
اسکتہ کو بیان کر دینا بھی ضروری ھے کہ اس کی تخریبی حرکتیں اور عناد پسند طبیعت کی بنا پرپیامبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فاسد کا لقب دے رکھا تھا، بھر حال اس کے قبل کہ وہ واصل جھنم ھوا، ایک خطمدینہ کے منافقین کے نام تحریرکیا جس میں لشکر روم کی آمد اور ایک ایسے مکان و مقام کی تعمیر کا حکم تھا جو اسلام کے خلاف سازشی مرکزھو، لیکن چونکہ ایسا مرکز منافقین کے بنانا چنداں آسان نھیں تھا لھذا انھوں نے مصلحتاً معذوروں، بیماروں، بوڑھوںکی آڑ میں مسجد کی بنیاد ڈالکر ابو عامر کے حکم کی تعمیل کی، مرکز نفاق مسجد کی شکل میں بنایا گیا، مسجد کا امام جماعت ایک نیک سیرتجوان بنام مجمع بن حارثہ کو معین کیا گیا، تاکہ مسجد قبا کے نماز گزاروں کی توجہ اس مسجد کی طرف مبذول کی جاسکے،اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاببھی رھے، لیکن اس مسجد کے سلسلہ میں آیات قرآن کے نزول کے بعد پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نےاس مرکز نفاق کو خراب کرنے کا حکم دے دیا ۳۳،تاریخ کا یہ نمونہجسے قرآن بھی ذکر کر رھا ھے منافقین کی مدینہ میں منظّم کار کردگی کا واضح ثبوت ھے۔

مشھورنظریہ کی تحقیق

مشھورنظریہ کے مطابق نفاق کا آغاز مدینہ ھے، اور نفاق کا وجود، حکومت و قدرت سے خوف و ھراس کی بناپر ھوتا ھے، اس لئے کہ مکہ کے مسلمانوں میں قدرت و طاقت والے تھے ھی نھیں، لھذا وھاں نفاق کا وجود میں آنا بے معنیتھا، صرف مدینہ میں مسلمانصاحب قدرت و حکومت تھے لھذا نفاق کا مبداء مدینہ ھے۔
لیکن نفاق کی بنیاد صرف حکومت سے خوف و وحشت کی بنا پر جو اس کے لئے کوئی دلیل نھیں ھے، بلکہاسلام میں منصب و قدرت کے حصول کی طمع بھی نفاق کے وجود میں آنے کا عامل ھوسکتی ھے، لھذا، نفاق کی دو قسم ھونیچاھئے:

1۔ نفاقِ خوف:

ان افراد کا نفاق جواسلام کی قدرت و اقتدار سے خوف زدہ ھوکراظھار اسلام کرتے ھوئے اسلام کے خلاف کام کیا کرتے تھے۔

2۔ نفاقِ طمع:

ان افراد کا نفاق جو اسلالچ میں اسلام کا دم بھرتے تھے کہاگر ایک روز اسلام صاحب قدرت و سطوت ھوا، تو اس کی زعامت و مناصب پر قابض ھوجائیں یا اس کے حصّہ داربن جائیں۔
نفاقبر بناء خوف کا سر چشمہ مدینہ ھے، اس لئے کہ اھل اسلام نے قدرت و اقتدار کی باگ ڈور مدینہمیں حاصل کیا۔

لیکن نفق بر بناء طمع و حرص کا مبداء و عنصر مکہ ھونا چاھئے، عقل و فکر کی بنا پر بعید نھیں ھے کہبعض افراد روز بروز اسلام کی ترقی، اقتصادی اور سماجی بائیکاٹ کے باجود اسلام کی کامیابی، مکرر رسول اعظم صلیاللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سےاسلام کے عالمی ھونے والی خوش خبری وغیرہ کو دیکھتے ھوئے دور اندیش ھوں، کہ آج کا ضعیف اسلام کل قوت وطاقت میں تبدیل ھوجائے گا، اسی دور اندیشی و طمع کی بنا پر اسلام لائے ھوں، تاکہ آئندہ اپنے اسلام کے ذریعہ اسلام کےمنصب و قدرت کے حق دار بن جائیں۔
اس مطلب کا ذکر ضروری ھے کہ منافق طمع کے افعال و کارکردگی منافق خوف کی فعالیت و کارکردگی سے کافیجدا ھے، منافق خوف کی خصوصیت خراب کاری، کار شکنی، بیخ کنی، اذیت و تکلیف سے دوچار کرنا ھے، جب کہ منافق طمع ایسانھیں کرتا، بلکہ وہ ایک تحریککی کامیابی کے سلسلہ میں کوشش کرتے ھیں، تاکہ وہ تحریک ایک شکل و صورت میں تبدیل ھوجائے، اور یہ قدرتکی نبض اور دھڑکن کو اپنے ھاتھوں میں لے سکیں، منافق طمع صرف وھاں تخریبی حرکات کو انجام دیتے ھیں جھاں ان کےبنیادی منافع خطرے میں پڑجائیں۔
اگرھم نفاق طمع کے وجود کو مکہ قبول کریں، تو اس کی کوئی ضرورت نھیں کہ نفاق کا وجود اور اس کےآغاز کو مدینہ تسلیم کیا جائے۔
جیساکہ مفسر قرآن علامہ طباطبائی (رح) اس نظریہ کو پیش کرتے ھیں۳۴، آپایک سوال کے ذریعہکو مذکورہ مضمون کی تائید کرتے ھوئے فرماتے ھیں، باوجودیکہ اس قدر منافقین کے سلسلہ میں آیات، قرآن میموجود ھیں، کیوں پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد منافقین کا چرچا نھیں ھوتا، منافقین کے بارےمیں کوئی گفتگو اور مذاکراتنھیں ھوتے، کیا وہ صفحہ ھستی سے محو ھوگئے تھے؟ کیا پیامبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کیبنا پر منتشر اور پراکندہ ھوگئے تھے؟ یا اپنے نفاق سے توبہ کرلی تھی؟ یا اس کی وجہ یہ تھی کہ پیامبر اسلام صلیاللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفاتکے بعد صاحبان نفاق طمع، صاحبان نفاق خوف کا تال میل ھوگیا تھا، اپنی خواھشات و حکمت عملی کو جامۂعمل پھنا چکے تھے، اسلام کی حکومت و ثروت پر قبضہ کر چکے تھے اور بہ بانگ دھل یہ شعر پڑھ رھے تھے:
((لعبت ھاشم بالملک فلا خبرجاء ولا وحی نزل))
خلاصہٴبحث یہ ھے کہ نفاق اجتماعی ایک منظّم تحریک کے عنوان سے مدینہ میں ظھور پذیر ھوا، لیکننفاق فردی جو بر بناء طمع و حرص عالم وجود میں آیا ھو اس کو انکار کرنے کی کوئی دلیل نھیں، اس لئے کہ اس نوعیت کانفاق مکہ میں بھی ظاھر ھوسکتاتھا، وہ افراد جو پیامبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستور و حکم سے سر پیچی کرتے تھے، ان میںبعض وہ تھے جو مکہ میں مسلمان ھوئے تھے، یہ وھی منافق تھے جو طمع و حرص کی بنا پر اسلام کا اظھار کرتے تھے۔

مرض نفاق اور اس کے آثار

نفاق،قلب اور دل کی بیماری ھے، قرآن کی آیات اس باریکی کی طرف توجہ دلاتی ھیں، پاکیزہ قلب خداکا عرش اور اللہ کا حرم ھے۳۵، اسمیں اللہ کے علاوہکسی اور کا گذر نھیں ھے، لیکن مریض و عیب دار دل، غیر خدا کی جگہ ھے ھوا و ھوس سے پر دل شیطان کا عرشھے، قرآن مجید صریح الفاظ میں منافقین کو عیب دار اور مریض دل سمجھتا ھے:

(فی قلوبھم مرض) ۳۶

نفاق جیسی پُر خطر بیماری میں مبتلا افراد، بزرگترین نقصان و ضرر سے دوچار ھوتے ھیں، اس لئے کہآخرت میں نجات صرف قلب سلیم (پاکیزہ) کے ذریعہ ھی میسر ھے، ھوا و ھوس سے پر، غیر خدا کا محبّ و غیر خدا سے وابستہدل نجات کا سبب نھیں۔

(یوم لا ینفع مال ولا بنونالا من اتی اللہ بقلب سلیم) ۳۷

اس دن مال اور اولاد کام نھیں آئیں گے۔ مگر وہ جو قلب سلیم کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضرھو۔

قرآن مجید اس مرض و بیماری کی شناخت و واقفیت کے سلسلہ میں کچھ مفید نکات کا ذکر کر رھا ھے،تمام مسلمانوں کو ان نکات کی طرف توجہ دینی چھاھئے تاکہ اپنے قلب و دل کی صحت و سلامتی و نیز مرض کو تشخیص دےسکیں، نیز ان نکات کے ذریعہ معاشرےکے غیر سلیم و نادرست قلوب کی شناسائی کرتے ھوئے ان کے مراکز فساد و فتنہ سے مبارزہ کرسکیں۔

ایک سرسری جائزہ لیتے ھوئے آیاتِ قرآنی جو منافقین کی شناخت میں نازل ھوئی ھیں ان کو چند نوع میں تقسیم کیا جاسکتا ھے۔

وہآیات جو اسلامی معاشرے میں منافقین کی سیاسی و اجتماعی روش و طرز کو بیان کرتی ھیں، وہ آیات جومنافقین کی فردی خصوصیت نیز ان کی نفسیاتی شخصیت و عادت کو رونما کرتی ھیں، وہ آیات جو منافقین کی ثقافتی روش وطرز عمل کو اجاگر کرتی ھیں، وہآیات جو منافقین سے مبارزہ و رفتار کے طور و طریقہ کو پیش کرتی ھیں۔

پھلی نوع کی آیات میں منافقین کی سیاسی و معاشرتی اسلوب، اور دوسری نوع کی آیات میں منافقین کیانفرادی و نفسیاتی بیماری کی علامات کا ذکر ھے اور تیسری نوع کی آیات میں منافقین کی کفر و نفاق کے مرض کو وسعتدینے نیز اسلام کو تباہ و بربادکرنے کے طریقے کو بیان کیا گیا ھے، چوتھی نوع کی آیات میں منافقین کی کار کردگی کو بے اثر بنانے کےطریقۂ کار کو پیش کیا گیا ھے، اگر چہ قرآن میں جو آیات منافقین کے سلسلہ میں آئیھیں وہ ان کی اعتقادی نفاق کو بیان کرتی ھیں، مگر جو آیات منافقین کی خصوصیت و صفات کو بیان کرتی ھیں وہ ان کیمنافقانہ رفتار و گفتار کو پیش کررھی ھیں خواہ اعتقادی ھوں یا نہ ھوں منافقین کے جو خصائص بیان کئے گئے ھیں، منافقانہ رفتار و گفتار کیشناخت کے لئے معیار و پیمانہ قرار دئے گئے ھیں، اس کے مطابق جو فرد یا جماعت بھی اس نوع و طرز کی رفتار و روش کیحامل ھوگی اس کا شمار منافقینمیں ھوگا۔

١ اصول کافی، ج1، ص43۔

٢. سورہ ممتحنہ/ 1۔

٣. سورہ فاطر/ 6۔

۴. سورہ نور/ 21۔

۵. سورہ نساء/ 101۔

٦. سورہ مائدہ/ 82۔

٧. شرح نھج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج20ص311۔

٨. مسئلہ نفاق: بنابر نقل نفاق یا کفرپنھان، ص52۔

٩. سورہ توبہ/ 101۔
١٠. نهج البلاغہ، نامہ27۔
١١. بحار الانوار، ج33، ص399۔
١٢. سفينة البحار، ج1، ص380۔
١٣. نهج البلاغہ، خطبہ93۔
١۴. سورہ انفال/60۔
١۵. نهاية، ابن اثير، بحث "نفق" و نيز: لسان العرب، ج10، ص359۔
١٦. سورہ نساء/ 89۔
١٧. قاموس الرجال، ج10، ص89۔
١٨. الاصابہ، ج4، ص88۔
١٩. تفسير سورہ توبہ و منافقون۔
٢٠. يقيناً اخلاق كى يہ حالتيں، رذائل كےاجزا ميں سے هے ليكن يہ كہ عادت رذيلہ روايات ميں نفاق پر اطلاق هوتى هے يا نهيں يہ وہ موضوع هے جسےاجاگر هونا چاهئے علامہ مجلسيبحار الانوار ج72 ص108 ميں اس نظريہ كى تائيد كرتے هيں كہ روايات ميں اسى معنى ميں استعمال هوا هے،اصول كافى ج2 ميں ايک باب صفت النفاق و المنافق هے اس باب كى اكثر احاديث انفرادى، اجتماعى اخلاقى نفاق كے سلسلہ ميبيان كى گئى هے يہ خود دليلهے كہ نفاق روايات ميں اس خاص معنى (نفاق اخلاقى) جس كا ميں نے اشارہ كيا هے استعمال هوا هے۔
٢١. غرور الحكم، حديث 3214۔
٢٢. اصول كافى، ج2، ص396۔
٢٣. اصول كافى، ج2، ص396۔
٢۴. المحجة البيضاء، ج5، ص282۔
٢۵. خصال شيخ صدوق، ص254۔
٢۶. ميزان الحكمت، ج8، ص3343۔
٢٧. غيبت و كذب سے مستثنٰى موارد كےسلسلہ ميں اخلاقى و فقهى كتب جيسے جامع السعادات اور مكاسب كى طرف مراجعہ كريں۔
٢٨. المحجة البيضاء، ج5، ص280۔
٢٩. المحجة البيضاء، ج5، ص282۔
٣٠. علام الورى، ص44، بحار الانوار، ج19 ص108۔
٣١. سيرت ابن حشام، ج2، ص517، منشور جاويدقرآن، ج4، ص112۔
٣٢. سورہ توبہ، 107 كے بعد كى آيتيں۔
٣٣. مجمع البيان، ج3، ص72۔
٣۴. تفسير الميزان، ج19 ص287 تا 290، سورہمنافقون كى آيات 1/ 8 كے ذيل ميں۔
٣۵. "قلب المؤمن عرش الرحمن" بحارالانوار، ج58، ص39۔ "لقلب حرم الله فلا تسكن حرم الله غير الله" بحار الانوار، ج70، ص25۔

۳٦. سوره بقره/ 10، مائده/52 ، توبہ/ 125،محمد/ 20۔ 29: بعض آیات میں (فی قلوبھم مرض) کے ھمراہ منافقون کا بھی ذکر کیا گیا ھے، جیسے سورہ انفالکی آیت نمبر 49 و سورہ احزابکی آیت نمبر 12 (اذا یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض) یھاں یہ سوال سامنے آتا ھے کہ بیمار دلوالے منافق ھی ھیں یا ان کے علاوہ دوسرے افراد، علامہ طباطبائی (رح) تفسیر المیزان، ج15، ص286، ج9، ص99، میں اندونوں کو الگ الگ شمار کرتےھیں، آپ کا کھنا ھے کہ بیمار دل والوں سے مراد ضعیف الاعتقاد مسلمان ھیں، اور منافقین وہ ھیں جو ایمان واسلام کا اظھار کرتے ھیں لیکن باطن میں کافر ھیں، بعض مفسرین کی نظر میں، بیمار دل صفت والے افراد منافق ھی ھیں،نفاق کے درجات ھیں، نفاق کاآغاز قلب و دل کی کجی اور روح کی بیماری سے شروع ھوتا ھے، اور آھستہ آھستہ پایۂ تکمیل کو پھنچتا ھے، لیکن میرے خیال میں منافقون، و (والذین فی قلوبھم مرض) دو مترادف الفاظ کے مثل ھیجیسے فقیر و مسکین، اگر یہ دو لفظ ساتھ میں استعمال ھو تو ھر لفظ ایک مخصوص معنی کا حامل ھوگا، لیکن اگر جدا استعمالھوتو دونوں کے معنی ایک ھیھوں گے، اس بنا پر وہ آیات جس میں لفظ منافقون و (فی قلوبھم مرض) ایک ساتھ استعمال ھوئے ھیں، دونوں کےمستقل معنی ھیں، منافقون یعنی اسلام کا اظھار و کفر کا پوشیدہ رکھنا، و (فی قلوبھم مرض) یعنی ضعیف الایمان یاآغاز نفاق، لیکن جب (فی قلوبھممرض) کا استعمال جدا ھو تو اس سے مراد منافقین ھیں، کیوں کہ منافقین وھی ھیں جو (فی قلوبھم مرض) کےمصداق ھیں،

۳۷. سورہ شعراء/ 88 و 89۔